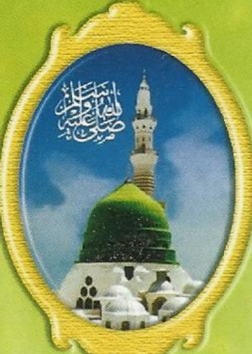
فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع



سیرتِ طیبہ

جانِ جہاں

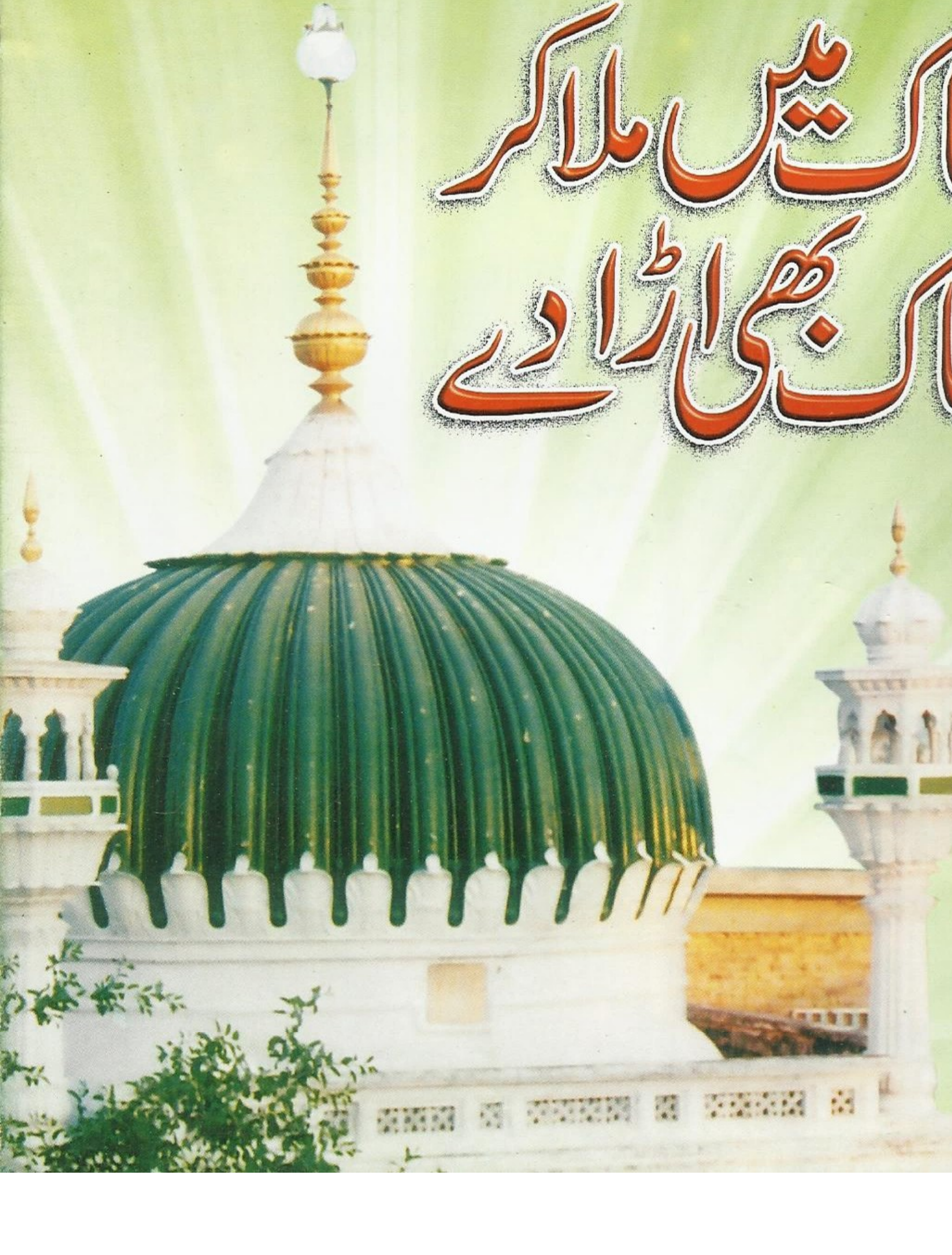
خاندانِ نبوت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسنین کریمین ؑ سے محبت

ایمان اور صدق کا باہمی تعلق

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے

نسبتوں کی برکات اور آج کل کی دنیا



بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیریؒ

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت،

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

بفیضان کرم

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ، فرد الزمان

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ

جگر گوشہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری کلیامیؒ

حضرت خواجہ ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ

فیضان کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

جلد 1، شمارہ 5، محرم الحرام 1430ھ جنوری 2009ء

زیر نگرانی

صاحبزادہ محمد عارف چشتی صابری کلیامی

زیب سجادہ صابری آستانہ مورت

حسن ترتیب

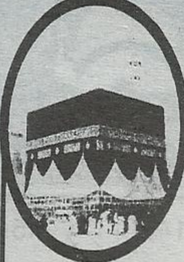
صابری آستانہ مورت

تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک

0333-5131584, 0300-5518507

kaliamisarkar@hotmail.com

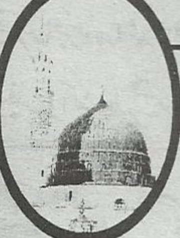
imran335@hotmail.com



فرمان رب العالمین جل جلالہ

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
(پارہ ۲۷ سورۃ حدید)

وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے۔



فرمان رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَخْبِرْ نِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِهٖ فَجَعَلَ ذَالِکَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّ قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَّ نَارٌ وَلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّیٌّ وَلَا اِنْسِیٌّ
(مواہب لدنیہ فتاویٰ حدیث ص ۵۱)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان ہوں مجھے بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز پیدا فرمائی؟ تو آپؐ نے فرمایا اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم جنت و دوزخ فرشتے، آسمان و زمین، سورج و چاند، جن و انسان کچھ نہ تھا۔

حمد باری تعالیٰ

حمد یکه همچو بحرِ کرم بیکراں بود
حمدیکه شکرِ نعمت هر دو جهاں بود

حمد اس کی مثلِ بحرِ کرم بیکراں بنے
ایسی کہ شکرِ نعمتِ ہر دو جہاں بنے

حمدیکه در تضاعفِ ذراتِ کائنات
چندانکه مستزاد کنی بیش ازاں بود

ذراتِ نقشِ کن سے زیادہ ہے اس کی حمد
جتنا بڑھائیں اس سے سوا بے گماں بنے

حمدیکه بداں مثابه که ادراکِ کنه آں
بر تر زپایئه خرد خرده داں بود

وہ حمد مثل جس کی نہیں ماہیت شعور
بیرونِ حیطہ خردِ انس و جاں بنے

حمدیکه چوں عماری عزت کند رواں
بر منکب ملائکه حکمش رواں بود

وہ حمد گر عماری عزت رواں بنے
قدوسیانِ حکم سے زائد رواں بنے

حمدیکه در هوای هویت همای وار
بر تختِ گاه ملك قدم سایه باں بود

حمد اس کی مثلِ طیر ہما جستجو کے وقت
برتخت گاہ ملک قدم بے نشاں بنے

حمدیکه ظلِ رافتش اربر کسے فتد
بر مسندِ مقاصد خود کامراں بود

اس حمد کے علم کا جو سایہ کسی پہ ہو
مسند نواز مقصد خود کامراں بنے

حمدیکه چوں زحیطه جاں سر بروں کند
هر تار موئے بر تنِ ازاں صد زباں بود

نکلے حصار جاں سے باہر جو اس کی حمد
اس تن کا بال بال میرا سو زباں بنے

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
منظوم ترجمہ: علامہ سیفی فرید آبادی

نعت رسول مقبول ﷺ

روشنی ہی روشنی تھی آپؐ کی ہر بات میں

دل مرا خوش رنگ ہو جاتا ہے فکرِ نعت میں
جیسے تتلی باغ میں قوسِ قزح برسات میں

زاویے لاکھوں، مگر عکسِ محمد ﷺ ایک ہے
آئینہ خانہ سجا، قرآن کی آیات میں

کیوں نہ پارہ پارہ ہوتے ظلمتوں کے کوہسار
روشنی ہی روشنی تھی آپ ﷺ کی ہر بات میں

مہرباں حالات میں نا مہرباں سب، اور آپ ﷺ
ہیں سراپا مہرباں، نا مہرباں حالات میں

نذر کرتا ہوں میں ان کو دل کا ننھا سا دیا
جن کو دے دی کائنات اللہ نے سوغات میں

ہاتھ میں آجائے میرے دامنِ خیر البشر ﷺ
روزِ محشر آئینہ جب ہو خدا کے ہات میں

آسماں پر جاگتے ہیں جس قدر تارے محیط
نام لوں اتنی ہی بار اُن ﷺ کا میں دن اور رات میں

محیط اسمٰعیل

اداریہ

نسبتوں کی برکات اور آج کل کی دنیا

مدیر

اولیاء ولی کی جمع ہے جس کے معنی دوست یا حبیب کے ہیں۔ درحقیقت اولیاء اللہ وہ مقربین بارگاہِ الٰہی ہوتے ہیں کہ

جن کے دل اپنے رب کی محبت سے معمور ہوتے ہیں۔

جن کی زبانیں ہمہ وقت اپنے مالک ومولیٰ کے ذکر و یاد سے تر ہوتی ہیں۔

جن کی آنکھیں اپنے محبوب کے عشق و محبت میں آنسو برساتی رہتی ہیں۔

جن کی روح وصالِ حق کے لئے ہمہ وقت تڑپتی رہتی ہے۔

اور پھر اس حیاتِ عارضی کا کوئی لمحہ بھی اپنے رحمٰن ورحیم رب کے ذکر و یاد سے غافل نہیں ہوتا اس طرح وہ اپنے مالک کے منظور نظر اور مقبول بارگاہ بن جاتے ہیں اور پھر رب ان پر اپنی رحمت وبخشش کے دروازے کھول دیتا ہے حتی کہ ان سے منسوب ہر جس چیز کو بھی ایک خاص اہمیت ومقام سے نوازتا ہے۔ جیسے کے اصحاب کہف کے کتے کا ذکر قرآن میں ہوا۔ اسلئے کے وہ مقربین بارگاہ کا وفادار تھا اور پھر جس جگہ بیٹھ کر وہ محو عبادت الٰہی رہتے ہیں وہ جگہ بھی اللہ کی رحمتوں کے نزول کی جگہ بن جاتی ہے اور پھر جو بھی ان جگہوں کی زیارت کرتا ہے وہاں جاتا ہے تو وہ بھی اسی کرم وعطا سے محروم نہیں رہتا۔

جیسا کہ مشکوۃ شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے "حضور رحمت کائنات ﷺ ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک ٹیلے کے پاس سے گزرے تو آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے اس ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جو بھی اس ٹیلے پر چڑھے گا وہ مغفور یعنی بخشا جائے گا۔ آپ ﷺ کا یہ مبارک ارشاد سنتے ہی تمام صحابہ کرام دوڑ کر اس ٹیلے پر چڑھ گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم سب بخشے گئے واپس آ کر صحابہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک ایسی جگہ ہے یہاں پر پچھلی امتوں کے اولیاء اللہ اپنے رب کی عبادت وریاضت میں مصروف رہے ان پر اللہ نے جو رحمتیں نازل کیں وہ آج بھی اسی طرح جاری ہیں اسلئے جو بھی وہاں جاتا ہے اس کو ان رحمتوں سے فیض ملتا ہے۔"

اس واقعہ میں آقا ﷺ نے ہمیں یہ بات بڑے واضح طریقے سے بتادی کہ جہاں جہاں اللہ کے ولی اپنے رب کی عبادت کرنے کیلئے کچھ عرصہ کیلئے بیٹھے وہ جگہ باعث نزول رحمت الٰہی ٹھہری اور جہاں پر حضور ﷺ کی امت کے ولی اپنے جسد خاکی کے ساتھ موجود ہوں وہ جگہیں بدرجہ اولی نزولِ رحمت خداوندی کی مستحق ٹھہرتی ہیں اور بلاشبہ نہ صرف وہاں اللہ کی رحمتیں برستی ہیں بلکہ ہر آنے والے زائر کیلئے حصول برکت اور ہدایت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اسلئے، ہمیں اللہ کے ولیوں سے محبت اور ان کے مزارات کی زیارت کے علاوہ وہاں منعقد ہونے والی بابرکت تقریبات میں شرکت کرنی چاہئے۔

مگر موجودہ دور میں کچھ لوگ تو ان صالحین واولیاء کی نسبت کو ہی چھوڑ چکے ہیں اور گمراہ کن عقائد اختیار کر کے نسبت کی برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہو چکے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نسبت اولیاء سے محروم تو نہیں ہوئے مگر حصولِ برکت وسعادت ان کے نصیب میں نظر نہیں آتی اس کی وجہ یہ ہے کہ آج اکثریت اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کے آداب سے ناواقف ہے۔ اور پھر آج کل کے سجادہ نشین حضرات بھی الا ماشاء اللہ اپنے آباء ومشائخ کی تعلیمات سے کنارہ کشی اختیار کر کے مزارات پر لہو ولعب اور فضولیات کو تقریبات عرس کا حصہ بنا کر نہ صرف خود خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کے

مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ عوام کی گمراہی کے بھی ذمہ دار بن رہے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اب بالخصوص جو رہنمایانِ دین وتصوف کہلواتے ہیں اور مقدس گائے بن کر اپنی نیکی اور ولایت کا ڈھنڈورا گلی گلی، نگر نگر پیٹتے پھرتے ہیں وہ بھی ایمان، تقویٰ اور صوفیاء کی نسبتوں کے اثرات وخیرات سے خالی ہو چکے ہیں (الا ماشاء اللہ)

سابقہ شماروں میں ہم نے ماہنامہ شمشیرحق لاہور میں چھپنے والے چند من گھڑت اور جھوٹے دعووں کا ذکر کیا تھا

جن میں سائیں حضرات نے اپنی جھوٹی خلافت، کلیام شریف کی نام نہاد گدی نشینی اور کلیام شریف کے لنگر کی وقف زمینوں کی فراڈ پر مبنی اپنے نام منتقلی حتیٰ کہ امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی نسل کو تبدیل کرنے کی ناپاک جسارت کے علاوہ سائیں دینو کی جھوٹی قبر بانیٔ سلسلہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے روضے کے اندر ہونے کو ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی۔

ہم نے ان تمام جھوٹے دعوں کے پول کھولے تھے اور ثابت کیا تھا کہ

☆ کلیام شریف کی خلافت محا درو کو ملنی کسی طرح سے بھی ثابت نہیں ہے

☆ کلیام شریف کے لنگر کی تمام (وقف) زمینیں جو کسی شخص کے نام پر منتقل کرنا قانوناً، اخلاقاً، شرعاً جرم، جھوٹ، بددیانتی ہے۔

☆ دنیاوی مقاصد کے حصول اور زمینوں کو اپنے نام منتقل کرانے کی خاطر امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے ہاشمی قریشی نسب کو سرکاری ریکارڈ میں تبدیل کرنا تو اعلیٰ درجے کی بددیانتی، ہوس پرستی اور احسان فراموشی ہے۔

☆ سب سے بڑھ کر گستاخی بے ادبی بے ایمانی کی بات یہ تھی کہ بانیٔ سلسلہ چشتیہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے روضے میں جھوٹی قبروں کا دعویٰ۔

ان سب دعوں پر نہ تو کوئی ثبوت پیش کیا گیا اور نہ ہی کوئی دلیل پیش کی گئی اس لئے کہ ایسا کرنا ممکن ہی نہ تھا مگر زبانی کلامی کچھ جوابات، کچھ معذرتیں اور کچھ انکار لوگوں کے درمیان پھیلائے گئے اور خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے روضے میں قبروں کے ہونے پر بار بار اصرار کیا گیا۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ سچ کے پیروکار بنتے ہوتے، صوفیاء کے خدام کہلواتے ہوئے اور خود کو حق پرست کہتے ہوئے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا جاتا اور بالخصوص قبروں کے حوالے سے خواجہ حافظ صاحب کے خاندان اور آل اولاد کے دل پر کیے گئے وار کے اثر کو ختم کرنے کے لئے حقیقت کو ظاہر کر دیا جاتا کہ یہ سب کچھ غلط فہمی اور نادانی میں ہوا۔ مگر شومئی قسمت ایسا نہ ہوا اور وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ ہمیں مجبوراً حقائق کو دوبارہ یوں ظاہر کرنا پڑا۔

اب بھی ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آئندہ ایسی حرکات جن سے ہماری دل شکنی اور حقیقت سے روگردانی ہوتی ہو، گریز کیا جائے گا اور

خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے روضے میں موجود قبروں کے نشانات کو جلد از جلد مٹا کر اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے معاملے کو خوش اسلوبی کے ساتھ نبٹا دیا جائے گا۔

وگرنہ ہم خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی اولاد ہونے کے ناطے سے اپنے حقوق کے تحفظ اور ناموس اولیاء وصالحین کی خاطر تلخ حقائق کو عوام الناس کے سامنے ظاہر کرنے پر مجبور ہوں گے۔

سیرت طیبہ



جانِ جہاں

پیر سید مہر علی شاہؒ (گولڑہ شریف)

اس صورت نوں میں جان آکھاں — جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں — جس شان تھیں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک — کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

آنحضرت ﷺ کا میانہ قد اور سرخی مائل رنگت تھی۔ ہر دو شانہ مبارک میں قدرے فاصلہ تھا۔ بال مبارک نرمہ گوش تک گاہے مابین نرمہ و شانہ وگاہے شانہ تک پہنچے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے سر و ریش مبارک میں بڑھاپے میں سفید بال بیس تک نہ پہنچے تھے۔ چہرہ مبارک بہت روشن تھا کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگاتا، اگر خاموش ہوتے، ہیبت وعظمتِ الٰہی ظاہر ہوتی اور اگر کلام فرماتے تو لطف و نزاکت (بشری) نمودار ہوتی۔ دور سے دیکھنے والا جمال و نزاکت کا ادراک کرتا اور نزدیک سے ملاحت و شیرینی کا۔ آنحضرت ﷺ کشادہ پیشانی، دراز و باریک ابرو غیر متصل بلند بینی، نرم رخسار، کشادہ دہان روشن اور کشادہ دندان مبارک کے مالک تھے۔ ہر دو شانہ مبارک کے درمیان مہر نبوت تھی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے خلقِ کریم کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو فرمایا: ''آپ ﷺ کا خلق قرآن ہے'' یعنی ہر حال لطف و غضب میں فرمودۂ حق سبحانہ وتعالیٰ کے مطابق عمل فرماتے اور کسی سے اپنے نفسِ نفیس کے لئے انتقام نہ لیتے لیکن جب حقوق اللہ سے کوئی حق ضائع کیا جاتا تو اس کا انتقام لیتے۔ مزید برآں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ خالقِ مخلوقات نے اپنا محبوب برگزیدہ فرمایا جب آپ ﷺ کو غصہ آتا تو کوئی شخص تاب نہ لاسکتا تھا۔ آنحضرت ﷺ شجاع ترین، کریم ترین، سخی ترین تھے۔ کبھی ایسا موقع ہرگز نہیں آیا کہ کسی نے سوال کیا ہو اور آپ ﷺ نے رد فرمایا ہو۔ نبی کریم ﷺ کے خلق کریم کو خلق عظیم نے مزین کیا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے گھر مبارک سے رات تک درہم دینار کچھ باقی نہ رہتا۔ اگر کوئی چیز باقی رہ گئی ہو اور لینے والا نہ ملا ہو اور ناگاہ رات آگئی ہو تو گھر مبارک میں داخل نہ ہوتے جب تک وہ چیز مستحقوں کو پہنچا کر خود بری الذمہ نہ ہو لیتے۔ آنحضرت ﷺ بات کہنے میں سب آدمیوں سے سچے، سب سے زیادہ وفادار، وعدہ میں اور خصلت میں سب سے اچھے اور سب لوگوں سے حلیم تر، پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ نظر مبارک زمین پر ڈالتے بہ نسبت آسمان کے زمین پر نظر مبارک زیادہ رہتی۔ آپ ﷺ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا۔ آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ متواضع تھے۔ کوئی دعوت کرتا، غنی ہو یا فقیر، آزاد ہو یا غلام قبول فرمالیتے۔ مخلوق پر شفیق ترین مرد مان تھے۔ بلی کے لئے برتن ٹیڑھا فرماتے اور عنایت وشفقت سے نہ اٹھاتے جب تک کہ وہ سیراب نہ ہولیتی۔

مجلس میں پہنچتے تو جہاں مجلس منتہی ہوتی اور جس جگہ پر پہنچتے وہیں تشریف فرمالیتے۔ صدارتِ مجلس کا ارادہ نہ فرماتے اور اسی خصلت کے ساتھ امر فرماتے۔ اپنے ہم نشینوں میں سے ہر ایک کو حصہ دیتے۔ یعنی ہر ایک کے حسبِ حال اکرام اور توجہ مبذول فرماتے ہم نشینوں میں سے کوئی یہ نہ جانتا کہ میرے سوا دوسرے کی عزت آنحضرت ﷺ کے نزدیک زیادہ ہے اور جب کسی کے ساتھ بیٹھتے جب تک وہ نہ اٹھتا نہ اٹھتے مگر بوقت ضرورت اس سے اجازت لے کر اٹھتے۔ کسی کے روبرو ایسے امر کا ذکر نہ فرماتے جو سامع کو ناگوار گزرے۔ کسی کی بدخوئی و بے ادبی کا مقابلہ نہ فرماتے بلکہ عفو و درگزر

فرماتے۔محتاجوں اور فقیروں کو دوست رکھتے، ان کے ساتھ ہم نشینی فرماتے، ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے۔کسی فقیر کو بسبب احتیاج اس کے حقیر نہ جانتے۔کسی بادشاہ سے بہ بادشاہی اس کی ہیبت نہ کھاتے۔نعمت الٰہی کو اگرچہ تھوڑی ہو، بزرگ جانتے اور اس کو برائی سے نہ یاد فرماتے۔طعام کا عیب ہرگز نہ کرتے۔ اگر خواہش ہوتی تو تناول فرماتے، ورنہ ترک کر دیتے۔ ہمسایہ کی خبر گیری کرتے۔ مہمان کی عزت فرماتے۔

بشکریہ ماہنامہ ''ہلال''

عظمت حسینؓ

ہے عظمت حسینؓ ہر دل میں موجزن
یزید کے نصیب میں سیاہیٔ زمن

ہے کربلا کی خاک سے آج بھی عیاں
حسینؓ آسمانِ عشق کا مہتابِ ذوفگن

ہے کربلا مثالِ عزم و وفاء و عشق
عاجز ہے جس سے آج سارا یہ علم و فن

راشدؔ تجھے ملی ہے جو نسبتِ حسینؓ
جینے کو اب ملا ہے جینے کا بانکپن

پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

خاندانِ نبوت

حضور نبی کریم ﷺ کی حسنین کریمینؑ سے محبت

پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی

حضرت امام حسینؑ کی ولادت باسعادت 5 شعبان المعظم 4ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ حضرت امام حسنؑ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا اسم گرامی حسینؓ رکھا۔ حضور اکرم ﷺ کو دونوں نواسوں سے بڑی محبت تھی۔

ارشادِ نبوی ہے:

الحسن والحسین منی و انا منه

''حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔'' (بخاری و مسلم مناقب اہل بیت)

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ دونوں کو سادات (سید) کا اعزاز خداوند کریم اور اس کے رسول کریم ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرت امام حسینؑ کے بچپن میں حضور اکرم ﷺ نے آپ کے ہاتھوں کو پکڑا اس وقت حضرت امام حسینؑ کے قدم مبارک حضور اکرم ﷺ کی پشت مبارک کے برابر تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اوپر چڑھو! حضرت امام حسینؑ اوپر چڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسینؑ کے پاؤں حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر تھے اور منہ کھولا تو حضور اکرم ﷺ نے منہ چوم لیا اور فرمایا یا الٰہی! یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت فرما۔

منقول ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے پچیس حج پیادہ پا کئے تھے۔

حدیث میں ذکر آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنینؑ مسجد میں داخل ہوئے اور مسجد کے صحن میں گر پڑے کیونکہ دونوں ابھی بچے تھے اور لمبی لمبی قمیصیں پہنے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام ان کے اٹھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا تم سب بیٹھ جاؤ خطبہ چھوڑ کر دونوں کو اٹھایا اور منبر پر بٹھا دیا۔

روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان دونوں کو یا ایک کو کندھوں پر بٹھا کر نماز ادا فرماتے تھے اور کبھی ان دونوں حضرات میں سے بحالتِ سجدہ حضور اکرم ﷺ پر سوار ہو جاتے تو حضور اکرم ﷺ سجدے کو لمبا کر دیتے تھے خود اترتے تب حضور اکرم ﷺ اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھاتے۔

حضرت امام حسینؑ عبادت، ریاضت، شجاعت، قناعت، ایثار، صبر و تحمل، عفو و درگزر، جود و سخا، مستجاب الدعا، حلیم الطبع اوصاف میں اپنی مثال آپ تھے۔

ان سے روایت ہے

اِنَّ لِلسَّائِلَ حَقَّ وَاِنْ جَآءَ عَلٰی فَرَسٍ

''سائل کا حق ہے۔ خواہ وہ گھوڑے پر کیوں نہ آئے'' (موطا امام مالک)

حضرت ابی سعدؓ روایت کرتے ہیں

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَاشَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ

''حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؑ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں'' (مشکوۃ شریف، مناقبِ اہل بیت)

ابنِ شہر آشوب نے حسن بصریؒ وام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جبرائیلؑ بصورت حضرت وحیہ کلبیؓ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ ناگہاں امام حسینؑ تشریف لائے اور حضرت جبرائیل کو وحیہ کلبیؓ سمجھ کر ان کے پاس بیٹھ گئے اور ہدیہ طلب کیا۔ جب جبرائیلؑ ان کے مطلب سے واقف ہوئے تو ہاتھ آسمان کی جانب بلند کر کے ایک سیب ایک بہی اور ایک انار لے کر ان کو دیا۔ جب حضرت امام حسینؑ نے وہ میوہ دیکھا تو خوش ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کو وہ میوہ دکھایا حضور اکرم ﷺ نے اس میوہ کو سونگھا اور فرمایا اپنی ماں کے پاس لے جاؤ مگر پہلے اپنے باپ کے پاس لے جاؤ تو بہتر ہے، جس طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اسی طرح اس کی تعمیل کی گئی۔ ماں باپ کے پاس لے گئے یہاں تک حضور اکرم ﷺ بھی تشریف لائے اور سب نے وہ میوہ تناول فرمایا۔ ہر چند کھاتے تھے مگر وہ میوہ بحالت اول ہو جاتا اور کچھ بھی کم نہ ہوتا تھا۔ اور بدستور اپنی حالت پر تھا اور کچھ تغیر اس میں نہ ہوا تھا۔ تا آنکہ جناب فاطمۃ الزہریؓ فوت ہوئیں تو وہ انار غائب ہو گیا اور جب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ شہید ہوئے بہی بھی غائب ہو گیا اور سیب باقی رہا۔ وہ سیب امام حسنؑ کے پاس تھا تا آنکہ زہر سے شہید ہوئے اور اس سیب کو کچھ آسیب نہ پہنچا، اس کے بعد وہ سیب امام حسینؑ کے پاس رہا۔ حضرت امام زین العابدینؒ نے فرمایا جب میرے والد امام حسینؑ صحرائے کربلا میں جور و جفا کے نرغے میں گھر گئے تھے وہ سیب ان کے ہاتھ میں تھا۔ جب امام کو تشنگی غالب ہوتی تھی اس کو سونگھتے تھے اور تشنگی میں تخفیف ہو جاتی تھی۔ جب پیاس نے بہت غلبہ کیا اور زندگی سے مایوس ہو گئے دندان مبارک اس سیب میں لگائے اور جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے ہر چند وہ سیب تلاش کیا، کہیں نہ ملا۔ (جلاء العیون جلد ۲ ص ۱۶۰ اردو)

شاہ است حسینؓ

شاہ است حسینؓ پادشاہ است حسینؓ
دیں است حسینؓ دیں پناہ است حسینؓ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ



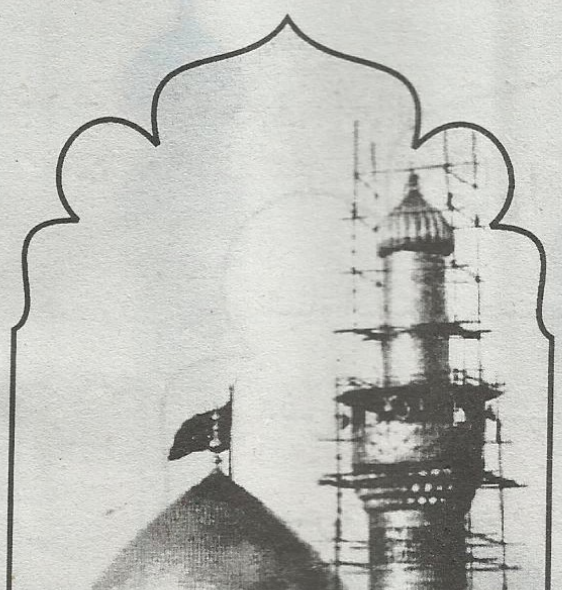
مرثیہ

معرکہء خیر و شر

پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی

فرات چپ چاپ بہہ رہا ہے
ہوا میں کچھ ریت اڑ رہی ہے
چراغ خیمے کے بجھ گئے ہیں
جو جانا چاہے وہ لوٹ جائے
حسینؑ خاموش ہو گئے ہیں
ہے کربلا دم بخود پریشاں
عذابِ حیرت میں آسماں ہے
کسی نے اپنی جگہ نہ بدلی
یہ کیا محبت کا امتحاں ہے
صبح ہوئی ہے صفیں سجی ہیں
پیمانہء صبر بھر گیا ہے
یہ کون حُر ہے جو آخری دم
صفوں کو تبدیل کر گیا ہے
پھر اس سے آگے فلک نے دیکھا
اُٹھا کے ہاتھوں کو جب سکینہؑ
لبوں پہ فریاد لا رہی تھی
حسینؑ کربل میں لڑ رہے تھے
مدد مدینے سے آ رہی تھی
ہے کربلا عشق کی علامت
جہاں قیامت بپا ہوئی تھی
متاعِ تشنہ لبی کو لے کر
نبی ﷺ کی اولاد مر رہی تھی

حسینؑ خاموش ہو گئے تھے
ردائے زینب بکھر رہی تھی
فرات سر کو پٹخ رہا تھا
وہاں تو تاریخ رو رہی تھی
کوئی مورخ کبھی نہ لکھے
لڑائی پانی پہ ہو رہی تھی
یہ حق و باطل کا خیر و شر کا
چراغ و ظلمت کا معرکہ تھا
چراغ وہ جو رسولِ اکرم ﷺ نے
اپنے ہاتھوں جلا رکھا تھا



نورِ ایمان

ایمان اور صدق کا باہمی تعلق

پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ O

''اے ایمان والو ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ''

(التوبہ : ۱۱۹)

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت مومنین سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ اے ایمان والو ایمان لانے کے بعد اللہ کا خوف اور ڈر اپنے دل میں اختیار کرو اور ایمان اور خوفِ خدا کے بعد جس اہم چیز کا حکم ارشاد ہوا وہ یہ ہے کہ سچوں کی سنگت اختیار کرو۔

اس طرح مندرجہ بالا آیت ایمان والوں کی ایک اہم نشانی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ وہ ایمان کی دولت حاصل کر لینے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں، اور ایمان اور تقویٰ کو بچانے کے لئے، اُسے مضبوط کرنے کیلئے اپنے ایمان اور تقویٰ میں نکھار حاصل کرنے اور بلند درجے تک پہنچنے کے لئے سچے لوگوں کی صحبت و سنگت اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی زندگی ایمان کی روشنی، تقویٰ کے نور اور صحبتِ اولیاء و صالحین سے منور ہو جاتی ہے۔ پھر وہ ہمہ وقت اپنے رب کے ساتھ ایمان کے وعدے کو مضبوط اور قائم رکھنے کی خاطر ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے۔ جس سے ان کا رب ان سے ناراض ہو جائے یا کہیں تقویٰ کا نور کمزور نہ ہو جائے اور کہیں وہ جادۂ مستقیم سے پھسل کر گمراہوں اور نافرمانوں میں نہ شامل ہو جائیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ O

''پس اگر وہ سچے رہیں اللہ سے تو ان کا بھلا ہے''

(محمد : ۲۱)

اس ارشاد پاک میں اللہ تعالیٰ نے واضح انداز اختیار کر کے فرما دیا کہ اگر ایمان والے تقویٰ اختیار کرتے ہوئے سچ کے رستے پر ہی رہیں تو ان کا بھلا ہے۔ یعنی بھلائی کامیابی اور اللہ کی رضا کا راستہ صرف اور صرف سچائی میں ہے۔

آقائے دوجہاں رحمتِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنة وان الرجل لیصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا وان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار ، وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا (متفق علیہ)

بے شک سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی سچائی سے زندگی گزارتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔اور بے شک جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اور یقناً نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی دروغ گوئی (جھوٹ) سے کام لیتا رہتا ہے۔حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے کذاب (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

ان فرامینِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایمان والے وہ ہوتے ہیں جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔خود بھی سچے ہوتے ہیں اور سچوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔مگر وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن تقویٰ اور خوف خدا ان کے دلوں میں موجود نہیں ہوتا اور پھر نہ وہ سچ پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور نہ ہی سچوں کی پیروی اختیار کرتے ہیں تو ان کا دعویٰ ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔اور وہ ایمان کے فیوضات و برکات سے تہی دامن زندگی گزار دیتے ہیں اسلیئے کہ انہوں نے ایمان دار ہونے کا اعلان تو کیا ہوتا ہے مگر سچ کی بجائے جھوٹ، تقویٰ کی بجائے فسق وفجور کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں ان کی زندگی میں سچائی کا کوئی عمل دخل نظر نہیں آتا وہ ''صدق'' کی منزل سے ناآشنا رہتے ہیں۔

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

''بزرگوں نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہو تو وہ راستی (سچ) کو اختیار کرے کیونکہ جو لوگ راست باز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔اور حضرت جنیدؒ کہتے ہیں کہ سچا آدمی دن میں چالیس بار پھرتا ہے (چالیس درجے بلند ہوتے ہیں) اور ریاکار 40 برس تک ایک ہی حال پر رہتا ہے۔اور بعض نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ سچا ہے اور جو اس کا کلام ہے وہ بھی سچا ہے اور فرمایا صدق یہ ہے کہ ''مہلک مقاموں میں سچ کہے اس سے درگزر نہ کرے'' اور فرمایا ہے کہ سچا کلمہ خود دلالت کر دیتا ہے کہ اس کے دل میں صفائی ہے۔اور سہل بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ شرع کے حکم میں اپنے نفس یا کسی غیر کے واسطے سستی کرے تو وہ راستی کی بو تک نہیں سونگھتا۔اور بعض نے فرمایا **حقیقۃ الصدق** یہ ہے کہ آدمی ان مقامات میں سچ بولے جہاں صرف جھوٹ ہی نجات دیتا ہے۔اور فرمایا کہ جو آدمی صادق ہوتا ہے اس مین تین خصلتیں ہوتی ہیں اور ان میں وہ خطا نہیں کرتا پہلی یہ کہ اس کی عبادت میں شیرینی ہوتی ہے۔دوسری یہ کہ مخلوقات اس سے خوف کھاتی ہیں، تیسری اس کے کلام میں نمکینی ہوتی ہے۔

لوگوں نے صدق کے باب میں فتح موصلیؒ سے سوال کیا۔آپ نے لوہاروں کی بھٹی جس میں آگ دہک رہی تھی اپنا ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے آگ کے انگاروں کی مانند لال سرخ لوہا نکالا اور اس کو اتنے عرصہ تک اپنے ہاتھ پر رکھا کہ وہ سرد ہو گیا اور اس کے بعد فرمایا صدق اس کو کہتے ہیں۔''

دورِ حاضر میں عجب تماشا دیکھنے کو مل رہا ہے کہ الاماشاءاللہ

حاملینِ قرآن وسنت اور پیروکارانِ تصوف کا عمل تو بالکل الٹ صورت اختیار کر چکا ہے

ایمان کا دعویٰ بھی ہے مگر اعمال برعکسِ ایمان سرزد ہو رہے ہیں

متقی ہونے کا دعویٰ بھی ہے مگر فسق وفجور اور بداعمالیوں کا بازار بھی گرم ہے۔

صوفیاء اور اولیاء سے نسبت کے چرچے بھی ہیں مگر ان کی تعلیمات کی دھجیاں بھی بکھیری جا رہی ہیں۔

تصوف

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے

تیمور احمد مرزا

فرد الزماں، شہبازِ لامکاں، خواجہءِ خواجگاں، امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ نے مجاہدۂ نفس ادب ومحبتِ مرشد گرامی اور عشق ومستی کی جو خوبصورت، بے مثال اور دلچسپ گھڑیاں گزاریں ان میں چند ایک قارئین کے پیشِ خدمت کی جا رہی ہیں۔

فرد الزماں، شہبازِ لامکاں، خواجہءِ خواجگاں، حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی شانِ اقدس سے آج ہر کوئی بخوبی واقف ہے۔ اور یہ واقفیت محض الفاظ تک ہی محدود نہیں بلکہ آپؒ کے فیض کے جلوے ہر خاص وعام پر پوری طرح سے عیاں ہیں۔ یہ مضمون آپؒ کے اپنے مرشد گرامی، شیخ کامل حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ سے عشق ومحبت کے تعلق کو بیان کرتا ہے۔ آپ کے اس تعلقِ عشق کے گواہ ایسے ایسے واقعات ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے اس تعلق کا عروج ابھی نہیں آیا۔ اسی عشق کی حدت سے بعد از وصال بھی حضور فضل الدینؒ سرکار کی قبر مبارک وجد کرتی رہی اور دنیا کی پروا کیے بغیر محورقص ہوئی جسے ہزاروں محبین ومریدین نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یعنی شہنشاہ فضل الدینؒ چشتی صابری کلیامی کا اپنے مرشد خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ سے تعلق ہر بار ایک نئے اور حیران کن روپ میں رونما ہوتا ہے۔

میرا سامنا جب بھی حضرت خواجہ فضل شہنشاہ کلیامیؒ کی تربت انور سے ہوتا ہے تو میرا دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ واہ میرے خواجہ فضل کلیامیؒ تیرے عشق کے مداح تو وہ عاشقان پاک طینت ہیں جو اپنے محبوب کے در و دیوار کو چومتے ہیں، تو نے تو بے وضو کبھی مرشدؒ کی لحد کی طرف چہرہ نہ کیا۔ واہ میرے شہنشاہ تیرے ادب وعشق پر فدا مجھ جیسے لاکھوں، کہ کسی انجانی بے ساختہ بے ادبی کے ڈر سے کبھی مرشد کے دربار میں داخل نہ ہوئے۔ آپؒ کی سوانح حیات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دو ہی کام تھے ایک مجاہدہ نفس، اور دوسرا مرشد گرامی کی زندگی میں عشق اور بعد از وفات ان کے در و دیوار و تربت ومزار کی ادب سے زیارت۔

''درد مندے عشق را دارو بجز دیدار نیست''

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی حیاتِ پاک اور پردہ فرمانے کے بعد آپؒ کی قبر مبارک کے حالات اور مزارِ اقدس میں رونما ہونے والے پر اسرار واقعات ایک بات واضح کر دیتے ہیں کہ بقا کی منزل فنا ہونے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ خواجہ حافظ محمد شریفؒ کے تربیت یافتہ شہباز کی اُڑان، دنیا والوں کی عقل سے ماورا ہے۔

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری کلیامیؒ کو ان کے مرشد حضرت پیر مظہر علی شاہ صاحبؒ جلال آبادی نے پوٹھوہار کا والی بنا کر بھیجا۔ اور ان کو بشارت دی کہ ان کے پوٹھوہار جانے پر وہاں سے قحط ختم ہو جائیگا، زمین میں ہریالی آئے گی اور فضا میں ''قامت الصلواۃ'' کی صدائیں گونج اُٹھیں گی۔

حضرت شاہ چن چراغؒ کے مزار پر (جو کہ راولپنڈی میں واقع ہے) جب حضور حافظ صاحبؒ نے رات بسر کی تو حضرت شاہ چن چراغؒ کی طرف سے جو رہنمائی ملی وہ حنیف حنفی صاحب کی کتاب ''خیابانِ معرفت'' جو کہ گلزارِ فضل کا ترجمہ ہے سے من وعن نقل کی جاتی ہے۔

''اے سائیں: تیرے رہنے کا مقام وعلاقہ یہی پوٹھوہار ہی ہے آپ نے مزید بشارت یہ دی کہ یہاں آپ کے بارے میں رنگارنگ شہرہ اور چرچا ہوگا اور آپ کے نام نامی سے ساری دنیا آشنا ہوگی آپ کی آمد (ولایت) سے ایک جہاں میں امن وامان قائم دائم ہوگا اور قحط جیسا دکھ ختم ہوجائے گا آپ کے سلطان (پیر سید مظہر علی شاہؒ) کا روحانی حکم تسلیم کر کے ادھر کے تمام اولیاء کرام (ادب وتعظیم) سے سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ تمام اللہ پاک کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ تم اس خطہء (پوٹھوہار) پر مہربان بن کر تشریف لائے۔''

(ترجمہ: گلزارِ فضل حنیف حنفی صفحہ نمبر ۵۵)

حضور حافظ صاحبؒ کی کلیام شریف آمد کے ساتھ ہی اس بنجر زمین نے سونا اگلنا شروع کردیا، قحط ختم ہوگیا۔ اس خطے کے لوگ خوشحال ہوگئے۔
کچھ سالوں بعد سواں کے قریب تیر کمان والے پیر نے کلیام میں حضرت خواجہ حافظ صاحب کی موجودگی کی بشارت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کو کچھ یوں دی ''نیا پیر تمہارے گھر میں جہان کا امن وامان ہے۔ (حضرت سائیں دلبر مست فقیر نے دورانِ الوداع) ان کا قد مبارک اور رنگ بتادیا اور ساتھ ہی نام حافظ محمد شریف خانؒ بھی بتادیا۔ (نیز فرمایا کہ) وہ (اپنے حال ومقام پر) پردہ ڈالنے کی وجہ سے کپڑے سلائی کرنے کا کام کرتے ہیں (جبکہ ان کی) قوم مغل چوغتہ بادشاہوں کی ہے وہ مال ودولت چھوڑ کر فقیر ہوئے ہیں اور قرآن مجید کے حافظ بھی ہیں وہ رسول خدا ﷺ کے خاص نائب اور ان کی شان بلند اور جہان کے چاند ہیں اب تم اس عالی جنابؒ کی خوب خدمت کرو۔'' اس بشارت کے نتیجے میں بابا فضل الدینؒ کلیام اعوان آئے اور حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی غلامی اختیار کی۔

(ترجمہ: گلزارِ فضل حنیف حنفی صفحہ نمبر ۷۱، ۷۲)

اس نسبت کے بعد کچھ ہی عرصہ میں حضور خواجہ فضلؒ سرکار نے وہ مجاہدہ نفس کیا جس کی کوئی مثال نہ کبھی تھی اور نہ ہوگی۔ آپ نے نفس کو وہ مات دی کہ آپ کو کھانے پینے کی طلب ہی نہ رہی، درد کا احساس نہ رہا اور اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید کے علاوہ کچھ یاد نہ رہا۔ آپ ڈڈاہ (کیکر کی شکل کا ایک چھوٹا پودا) کی گٹھ پر یوں لیٹے کر جسم اقدس کا ہر گوشہ کانٹوں نے تار تار کردیا۔ گرمیوں کی دھوپ میں پتھر کی تپتی ہوئی سل پر اپنے جسم وجاں کا کباب تلنا شروع کردیا تا کہ جسم وخون کا یہ نذرانہ یار کی بارگاہ میں قبول ہوجائے آپ عشق ومستی کے دریا میں یوں غوطہ زن ہوئے کہ موجوں میں آپؒ کو نکال پھینکنے کی ہمت نہ رہی۔

خسرو دریا پریم کا جو الٹی وا کی دھار،

جو ابھر سو ڈوب گیا، جو ڈوبا سو پار،

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ اپنے نازک جسم اقدس کا گوشت کاٹ کر ٹکڑے کر کے پھینک دیتے۔ آپ نے اپنے نفس پر قہر بپا کردیا اور یوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل کیا۔ ہر دم ہر لحظہ آپؒ پر اپنے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کی نگاہ کرم کا ہی اثر ہے کہ آج تک خلقت ہمارے شہنشاہؒ کے گن گاتی ہے۔ آپؒ مختلف جگہوں پر چلہ کشی کر کے کلیام شریف لائے آپ نے باقی تمام عمر پب کے بھار (پنجوں) پر بیٹھ کر

گزاری، پُشت لگا کر نہ لیٹتے، پاک آنکھوں سے نیند اُچاٹ کر دی۔ آنکھیں پیرو مرشد حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی طرف لگا کر بیٹھ گئے۔ (ترجمہ: گلزارِ فضل حنیف حنفی صفحہ نمبر ۹۵)

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے مجاہدہ اور ریاضت کا یہ اجر ملا کہ اللہ واسع العطا نے آپؒ کے دست مبارک اور نگاہ باکمال کو وہ انعامات بخشے کہ امت محمدیؐ کے اس فقیر کو عنایات میں مسیحائی ملی۔ آپؒ کے حضور جو نابینا شخص آتا، وہ ظاہر و باطن کی بینائی پاتا، ایک نگاہ سے ہی جذام کی بیماری کافور ہو جاتی اور معذوروں اور مقروضوں کو حاجات سے رہائی ملتی۔ آپؒ کے آستانے کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ بے اولاد کو نرینہ اولاد سے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔ آج بھی پوری دنیا پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدینؒ کی چوکھٹ سے بے دین، دنیا دار کو بھی باندھ دیا جائے۔ تو وہ لوگوں کا پیرو مرشد کہلاتا ہے۔ بدکاروں اور بدنام زمانہ لوگوں کی لاج پالنے کا مرکز آپؒ کا ہی دربار ہے۔ گنہگاروں کی عزتیں پالنا آپ ہی کا شیوہ ہے۔

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کا میرے قبیلے پر بھی بہت بڑا احسان ہے حضور حافظ صاحبؒ کے وصال مبارک کے بعد اپنی ذاتی نگرانی میں ان کے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ غلام مصطفیٰؒ اور حضرت خواجہ غلام مرتضیٰؒ کو حفظ قرآن اور دینی و دنیاوی تعلیم دلوائی۔ یہ آپ ہی کی عنایت ہے کہ حضور حافظ محمد شریف خان صاحبؒ کی تمام اولاد پر رب ذوالجلال نے علم و عمل کے دروازے کھول رکھے ہیں

آخر میں میں حضور شہنشاہ فضل الدین کلیامیؒ کی نظر وہی شعر کروں گا جو ان کی لحد اور ان کے مزار نے میرے جدّ امجد حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی کی نظر کیا تھا۔

مجھے خاک میں ملا کر، میری خاک بھی اُڑا دے
تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

داستانِ حرم

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

فیضان کلیام
تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

معزز قارئین السلام علیکم!

امید ہے آپ اللہ کے فضل وکرم اور حضور ﷺ کے طفیل خیریت سے ہونگے۔

ہم نے قرآن وسنت اور صوفیائے عظام کی تعلیمات پر مبنی ایک میگزین ''فیضان کلیام'' کے نام سے جولائی 2007 سے شروع کیا تھا۔ جس میں آیاتِ قرآنی، احادیثِ رسول ﷺ، حمد ونعت، سیرت الرسول ﷺ، اور حیاتِ صوفیاء کے مستقل سلسلے شامل کیے گئے ہیں۔ بالخصوص بانیٔ سلسلہ عالیہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ اور امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی حیات و تعلیمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب تک اس میگزین کے 5 ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

امید ہے آپ نے بھی اس کے کچھ شماروں کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اس کاوش میں ہم نے اپنی بساط کے مطابق رنگ بھرے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی قیمتی آراء، مفید مشورے، تنقید، تعریف یا دیگر معلومات ہم تک ضرور پہنچائیں۔ تاکہ آئندہ کے شماروں میں ان باتوں کا خیال رکھا جائے۔

اگر آپ باقاعدہ اس میگزین کو پڑھنے کے خواہش مند ہوں تو ازراہ کرم اپنا نام پتہ ہم تک پہنچادیں۔ تاکہ میگزین آپ تک براہ راست پہنچایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

مدیر

فیضانِ کلیام

شجرہ طریقت

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین الصلوۃ والسلام علی

رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد فھذہ سلسلتی من مشائخی فی الطریقۃ الچشتیۃ

الٰہی بحرمۃ سید الکونین ورسول الثقلین حضرۃ خواجہ

مُحمد المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الٰہی بحرمۃ مدینۃ العلوم والمطالب امام المشارق والمغارب امیر المومنین وامام الاشجعین

علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

حضرۃ خواجہ ابی النصر الحسن البصری ؓ

حضرۃ خواجہ ابوالفضل عبد الواحد بن زید ؓ

حضرۃ خواجہ ابوالفیض فضیل ابن عیاض ؓ

حضرۃ خواجہ امان الارض السلطان ابراھیم ادھم البلخی ؓ

حضرۃ خواجہ سدید الدین خذیفہ المرعشی ؓ

حضرۃ خواجہ امین الدین ابی ھبیرۃ البصری ؓ

حضرۃ خواجہ ممشاد علو دینوری ؓ

سر سلسلہ چشتیان خواجہ خواجگان حضرۃ ابی اسحاق شامی چشتی ؓ

قدوۃ الحق والدین حضرۃ ابی احمد بن فرسنافۃ الچشتی ؓ

ناصر الحق والدین حضرۃ خواجہ ابومحمد بن ابی احمد چشتی ؓ

خواجہ ناصر الحق والدین ابی یوسف چشتی ؓ

حضرۃ خواجہ قطب الحق والدین مودود چشتی ؓ

حضرۃ خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی ؓ

حضرۃ خواجہ مقتداء اہل عرفان حضرۃ خواجہ عثمان ھرونی ؓ

قطب العارفین سند الموحدین حضرۃ خواجہ بزرگ معین الحق والدین حسن سنجری ثم اجمیری ؓ

برہان چشتیان شہید المحبت حضرۃ خواجہ قطب الحق والدین بختیار اوشی کاکی ؓ

غریق المحبۃ امام العارفین سلطان الذاہدین حضرۃ خواجہ فرید الحق والدین مسعود گنج شکر الاجوادہنی ؓ

سلطان العاشقین ورحمۃ للعالمین مخدوم مخدومین علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ؓ

متغرق بحر شہود حضرۃ مخدوم شمس الدین پانی پتی ؓ

حضرۃ مخدوم جلال الدین کبیر اولیاء پانی پتی ؓ

حضرۃ خواجہ مخدوم احمد عبد الحق ردولی ؓ

حضرۃ مخدوم عارف ابن احمد ردولی ؓ

حضرۃ مخدوم محمد ابن عارف ردولی ؓ

حضرۃ مخدوم قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوھی ؓ

برہان الاصفیاء حضرۃ مخدوم جلال الدین تھانیسری ؓ

حضرۃ خواجہ مظہر اللہ التام الصمد حضرت شیخ نظام الدین بلخی ؓ

فرد الحقیقۃ شمس الطریقۃ حضرۃ مخدوم ابو سعید گنگوھی ؓ

قطب المدینہ الشریفۃ حضرت مخدوم محمد صادق گنگوھی ؓ

حضرت مخدوم شیخ محمد گنگوھی ؓ

حضرت مخدوم شاہ غریب اللہ جوڑ ماجری ؓ

سراج واصلین فخر العاشقین حضرت مخدوم محمد اعظم ؓ

فخر الاولین والاخرین حضرت مخدوم محمد جمال رنبی ؓ

محبوب رب العلمین حضرت مخدوم شاہ حیات اللہ سپانی ؓ

زبدۃ العارفین حضرۃ مخدوم میران مظفر دارہ آبادی ؓ

سند الواصلین حضرۃ مخدوم سید جمال علی گنگوھی ؓ

شمس العارفین نور الانوار سر الاسرار حضرۃ مخدوم مظہر علی جلال آبادی ؓ

دلیل العرفانی نور الصمدانی حضرۃ مخدوم شریف خان کلیامی ؓ

فرد زمان نور الرحمان سراج السالکین سلطان العاشقین حضرۃ مخدوم شیخ فضل الدین کلیامی ؓ

حضرت خواجہ عبد الستار کلیامی ؓ

حضرت خواجہ ولایت حسین کلیامی ؓ